تقریر بابت اخلاقیات
وقت5-7منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

زبان کا زنا

بندوں میں اپنے بھید خدا کے ہیں صد ہزار
تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار
پس تم بچاؤ اپنی زباں کو فساد سے
ڈرتے رہو عقوبتِ ربّ العباد سے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدّد مقامات پر زبان کے ذریعہ اچھے اور نیک کلمات کا ذکر کرکے نیک اجر اور انعامات کے ملنے کا ذکر فرمایا ہے۔اِسی طرح زبان کے غلط استعمال اور بیہودگیاں بکنے پر خدا تعالیٰ کی ناراضگیوں اور سزاؤوں کا ذکر فرمایا ہے۔اُن میں سے چند ایک کا ذکر مَیں آج اپنی تقریر کے آغاز پر کردیتا ہوں۔جیسے سورۃ ق میں فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۖ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ،مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ(ق:17۔19)

کہ یقیناً ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں کہ اس کا نفس اُسے کیسے کیسے وساوس میں ڈالتا ہے اور ہم اس سے (اس کی) رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔جب دو بات پکڑنے والے بات پکڑتے ہیں،دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔وہ کوئی بات نہیں کہتا مگر اس کے پاس ہی (اس کا) ہمہ وقت مستعد نگران ہوتا ہے۔

پھر المومنون میں فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ(المومنون:4)

یعنی وہ جو لغو سے اِعراض کرنے والے ہیں۔

پھر فرمایا۔

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا(بنی اسرائیل:54)

یعنی تُو میرے بندوں سے کہہ دے کہ ایسی بات کیا کریں جو سب سے اچھی ہو۔یقیناً شیطان اُن کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔شیطان بے شک انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اچھے کلمے اور اچھی گفتگو کو ایک مثال کے ذریعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (ابراھیم:25-26)

کہ کیا تو نے غور نہیں کیا کہ کس طرح اللہ نے مثال بیان کی ہے ایک کلمۂ طیّبہ کی ایک شجرۂ طیّبہ سے۔اس کی جڑ مضبوطی سے پیوستہ ہے اور اس کی چوٹی آسمان میں ہے۔وہ ہر گھڑی اپنے ربّ کے حکم سے اپنا پھل دیتا ہے اور اللہ انسانوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ فاطر آیت 11 میں ایک مومن کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ عزّت کے طلبگار یاد رکھیں کہ عزّت،اللہ کے ہاتھ میں ہے۔تمہاری نیک اور پاک باتیں اس کی طرف چڑھ کر جاتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں عمل منتج ہوتے ہیں وہ عمل اُس انسان کو بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے۔

اس آیت کے الفاظ یوں ہیں۔

اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُہٗ (فاطر:11)

اس کے علاوہ قرآن کریم میں ایسی باتوں کے کرنے اور بعض باتوں سے رکنے کا ارشاد فرمایا ہے جن کا تعلق زبان سے ہے جیسے آواز کو دھیما رکھنا (لقمان:20)، لوگوں سے نرم لہجہ سے گفتگو کرنا (البقرہ:84)، اپنے بھائیوں کے لئے دُعا کرنا (الممتحنہ:13) قولِ زُور (جھوٹ) سے بچنا (الصف:3-4)، بغیر علم کے کوئی بات کرنا (بنی اسرائیل:37)، بہتان تراشی سے پرہیز کرنا (النساء:113) لوگوں پر عیب لگانے کی ممانعت (الحجرات:12) غیبت کرنے کی ممانعت (الحجرات:14) وغیرہ وغیرہ۔ ان کے علاوہ بہت سی نیکیوں کی طرف ہمارا قرآن توجہ دلاتا ہے اور بُرائیوں سے روکتا ہے جن کا تعلق زبان سے ہے۔

معزز سامعین! آج مجھے اِس محفل میں انسانی اَعضاء کے غلط استعمال اور اُن سے وابستہ زنا کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کے تناظر میں اِن مندرج بالا آیات کو مدِّ نظر رکھ کر بیان کرنا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ نے ابنِ آدم کے لیے جو اس کا حصہ زنا سے ہے، لکھ دیا ہے جس کو وہ ضرور پالے گا۔ آنکھ کا زنا نظر ہے اور **زبان کا زنا، بولنا ہے** اور نفس بھی آرزو کرتا ہے اور خواہش رکھتا ہے اور شرمگاہ ان سب کو سچا کرتی ہے یا جھٹلاتی ہے۔

(بخاری کتاب الاستئذان باب زِنَا الۡجَوَارِحِ دُونَ الۡفَرۡجِ)

اِس حدیث کے ذیل میں حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا ایک دلچسپ اور معنی خیز ارشاد بیان کرنا چاہوں گا۔ آپ فرماتے ہیں:

"دنیا میں جو بدی، بدکاری، شرارت، اللہ کی نافرمانی ہے یہ سب گناہ پہلے ادنیٰ سیڑھی سے شروع ہوتے ہیں پھر وہ اس میں ترقی کرتا جاتا ہے اس کی آخری حالت کبیرہ ہے۔ مثال یہ ہے کہ کسی نے ایک عورت کو بد نظری سے ایک دفعہ دیکھا پھر مکرّر، سہ کرّر دیکھا۔ پھر کسی دوست سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ پہلے آنکھ کا گناہ تھا اب زبان کا ہو گیا، جواب سننے سے کان کا ہو گیا۔ پھر پوچھتا ہے کہ یہ کس طرح ملتی ہے؟ وہ کوئی عورت بتائے گا۔ پھر اُدھر چلے گا یہ پاؤں کا گناہ ہو گیا۔ اس کو ماں بہن بنا کر روپے رکھے گا۔ اب ہاتھ کا اور مال کا گناہ ہو گیا۔ اسی طرح بڑھتا جاوے گا۔ اگر اب یہ کامیاب ہو گا اور بدکاری کے لیے تیار ہو گیا تو پھر اس کے آخری فیصلہ کا وقت ہے یہ آخری فیصلہ کبیرہ ہو گا۔"

(ارشادات نور جلد سوم صفحہ 389)

اِسی مضمون کو حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

"پہلے زمانے میں تو کہا جاتا تھا کہ عورتیں زیادہ باتیں کرتی ہیں لیکن اب تو مردوں کا بھی یہی حال ہے کہ وہ غلط قسم کی باتوں کی مجلسوں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ وقت ضائع کرتے ہیں اور لغویات میں مبتلا ہو کر بجائے عورتوں کی اصلاح کرنے کے خود بگڑتے چلے جا رہے ہیں اور پھر اس کی وجہ سے بعض دفعہ تو یہ شکایت آتی ہے اور عورتیں شکایت کرتی ہیں کہ مرد ہمیں کہتے ہیں کہ تم پردے چھوڑ دو۔ فلاں مجالس میں آنا شروع کر دو یا ایسی سوسائٹی میں بیٹھو۔"

(خطاب جلسہ سالانہ لجنہ جرمنی از ایوانِ مسرور 30 اگست 2025ء)

اب دیکھیں! زبان سے شروع ہونے والا گناہ، پاؤں اَور کانوں سے زنا کرواتا ہوا ختم ہوا۔ پاؤں کا اس طرح کہ وہ خاتون اپنے خاوند کے غلط حکم کو مانتے ہوئے اپنے پاؤں سے اُس نازیبا مجلس میں گئی اور اپنے کانوں سے غلط باتیں سنیں۔

سامعین! آج کی گزارشات کو دو حصّوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ اوّل۔ زبان کی اسلامی تعلیمات میں کیا مقام حاصل ہے اور دوم۔ زبان سے متعلقہ وہ کون سی لغویات اور لغزشیں ہیں جن کو ہم زبان کے زنا قرار دے سکتے ہیں۔ آج ہم اِن دونوں اُمور کو ساتھ کے ساتھ زیرِ بحث لائیں گے۔ زبان ہمارے جسم کا اگرچہ ایک چھوٹا سا حصّہ ہے جس میں لچک بھی ہے لیکن اس کو قابو میں رکھنا بھی ایک فن ہے جو ہر ایک کو نہیں آتا اور جس کو یہ فن آ جائے وہ دنیا میں بھی ترقی کرتا ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے صلہ پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور زبان کی صورت میں ایک نعمت بھی عطا کی۔ زبان جانوروں کی بھی ہوتی ہے لیکن وہ اس کو اِس طرح استعمال نہیں کر سکتے جیسے اللہ تعالیٰ نے انسان کو طاقت دی ہے کہ چاہے تو اچھی اور نیک بات کرے اور چاہے تو کوئی بھی فُحش اور بُری بات کر کے اپنے ہی ساتھیوں کی دل آزاری کرے۔ یاد رکھیں کہ اگر ایک شخص ہر وقت تلخ گفتگو کرتا ہے کسی نہ کسی پر اپنی زبان سے طنز کے تیر چلاتا ہے بُرا بھلا کہتا ہے، گالی دیتا ہے تو وہ خود کو دوسرے لوگوں سے دُور کرتا ہے اور ایک وقت آتا ہے جب وہ تنہا رہ جاتا ہے۔ ہماری زبان ہمارے کردار کا عکس ہے۔ کہتے ہیں کہ language is not only status but Identity پس

ہمیں چاہیے کہ ہماری گفتگو خوشامد سے پاک ہو۔ وہ لالچ اور ذاتی مفادات سے ہٹ کر کلمۂ خیر اور محبت پر مشتمل ہو۔ عربی زبان کا ایک مشہور محاورہ ہے: اَللِّسَانُ مَرْکُوْبٌ ذَلُوْلٌ۔ زبان سدھائی ہوئی سواری ہے یعنی اسے درست رکھنا اور سیدھی راہ پر چلانا ہر انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔

زبان ہی کے ذریعے سے انسان اپنا مافی الضمیر کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ رب العزت نے اس نعمت کو خیر اور بھلائی کی اشاعت میں استعمال کرنے کی تعلیم دی ہے۔ زبان کا استعمال اگر درست کیا جائے تو معاشرے میں امن قائم رہتا ہے، خاندان مستحکم ہوتے ہیں، آپس کے تعلقات برقرار رہتے ہیں اور ہر طرف خیر کا پہلو غالب نظر آتا ہے۔ لیکن اگر اس کا استعمال درست نہ کیا جائے تو بدتمیزی کا غلبہ ہوتا ہے، معاشرتی اقدار پامال ہو جاتے ہیں، رشتوں کی اہمیت فنا ہو جاتی ہے، آپس میں عدم اعتمادی کی فضا قائم ہوتی ہے۔ معاشرے کو پُر امن اور تہذیب یافتہ رہنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی تعلیم دی ہے کہ فُحش گوئی سے اجتناب کیا جائے۔ یاد رہے فُحش گوئی بھی زنا کی ایک قسم ہے۔ فُحش گوئی سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی زبان سے ایسی باتیں نکالے جو شرافت و تہذیب اور شرم وحیا کے دائرہ سے خارج ہوں، جیسے کسی کو گالی دینا، کسی پر لعن طعن کرنا، کسی کا مذاق اُڑانا۔ فُحش گوئی کا تعلق یا تو خلافِ تہذیب باتوں سے ہو گا یا پھر اس کا تعلق شرم وحیا کے خلاف باتوں سے ہو گا، جنہیں صاف صاف اور کھلم کھلا دوسروں کے سامنے بیان کرنا انسانی شرم وحیا کے خلاف ہو۔ زبان کے توسّط سے فحاشی پھیلانا بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی قباحت اس سے بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کو پسند نہیں کرتا۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانی فطرت بھی ہر اُس کام سے دور رہنا پسند کرتی ہے کہ جو اس کی طبیعت کے موافق نہ ہو، لیکن شیطان اپنی ذمہ داری انجام دیتے ہوئے انسان کو فُحش گوئی اور بدکلامی پر آمادہ کرنے کے لیے مستقل کوشش کرتا رہتا ہے۔ اب یہ بندہ مؤمن کا امتحان ہے کہ وہ اپنے آپ کو شیطانی امر کا پابند بناتا ہے یا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

آج ہمارے معاشرے میں بہت تیزی کے ساتھ فُحش گوئی اور بدکلامی، الزام تراشی کی بیماری پھیلتی جارہی ہے، ایک شخص کسی دوسرے پر اعتراض کرتا ہے تو دوسرا شخص ذاتیات پر اُتر بے جا الزام تراشی کرتا ہے۔ جس کے نتیجے میں معاشرتی ماحول آلودہ ہو جاتا ہے۔ ہمارے آج کے نوجوان جو انگلش فلمیں دیکھتے ہیں، گانے سنتے ہیں حتیٰ کہ اگر دیکھیں تو چھوٹے بچوں کے کارٹونز میں بھی کس قسم کی زبان استعمال ہوتی ہے بعض اوقات کیسی فُحش گالیاں ہوتی ہیں جو بچے اور نوجوان سنتے ہیں اور انہیں اپنی روز مرّہ کی زندگی میں دہراتے ہیں تو یہ نہ صرف آنکھ اور کان کا زنا ہے بلکہ یہ زبان کا بھی زنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ اپنی زبان اور شرمگاہ کو (گناہ سے) محفوظ رکھے گا، تو مَیں اُسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(صحیح بخاری حدیث 5474)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مومن نہ طعن وتشنیع کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، نہ بے حیاء باتیں کرنے والا اور نہ ہی گالی دینے والا۔

(ترمذی: 1977)

زبان کا بے ہودہ، غلط اور ناجائز استعمال خواہ کسی بھی شکل میں ہو "گالی" کہلاتا ہے۔ فیروز اللغات کے مطابق گالی بدزبانی اور فُحش گوئی کا نام ہے۔ مذہب اسلام نے گالی کو سنگین جرم اور بدترین گناہ قرار دیا ہے۔ مگر افسوس! آج ہمارے معاشرے میں گالی گلوچ کا چلن دن بدن عام ہوتا جارہا ہے۔ بعض افراد ایسے بھی ہے جو غصّے کی حالت میں آپے سے باہر ہو کر گالیاں بکتے ہیں مگر بہت سارے بات بات میں مزاحاً گالی بک دیتے ہیں گویا کہ ان افراد کا تکیہ کلام ہی گالی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بدگوئی اور فُحش گوئی کو ناپسند کرتا ہے۔ اُس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک امین کو خائن نہ سمجھا جائے اور خائن کو امین نہ سمجھا جانے لگے اور فُحش گوئی، بدگوئی، قطع رحمی اور بُرے پڑوسیوں کی اکثریت نہ ہو جائے۔

(مستدرک)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے ہیں: کسی بندے کا ایمان درست نہیں ہوتا جب تک اس کا دل درست نہ ہو اور اس کا دل درست نہیں ہوتا جب تک اس کی زبان درست نہ ہو۔

(مسند احمد 12636)

مسروق کہتے ہیں کہ (ایک دن) ہم حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس بیٹھے تھے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہو رہا تھا)۔عبداللہ بن عمرو ہمیں حضورؐ کی باتیں بتا رہے تھے کہ دوران گفتگو عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ حضورؐ کی زبان پر کبھی کوئی ایسی بات نہیں آتی تھی جو ناپسندیدہ ہو۔ کبھی کوئی فُحش، کلمہ گوئی، بے حیائی کی بات ہم نے حضورؐ کی زبان سے نہیں سنی اور حضورؐ کو ایسی عادت نہ تھی، نہ حضورؐ تکلفاً کوئی ایسی بات کرتے تھے بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے بہتر انسان وہ ہے جو تم میں سے اپنے اخلاق میں سب سے اچھا ہو۔

(بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق)

آپؐ فرماتے ہیں:

"مومن فحش بکنے والا بد زبان اور بد گو نہیں ہوتا۔"

(ترمذی ابواب البر والصلة)

آپؐ نے فرمایا:

کہ جب صبح ہوتی ہے تو انسان کے تمام اعضاء اُس کی زبان سے التجاء کرتے ہیں کہ اللہ سے ڈر ہم بھی تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی ہو گی تو ہم بھی سیدھے ہوں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم سب بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

(جامع ترمذی کتاب الزھد)

اس لیے جو شخص زیادہ باتیں کرے گا اس سے غلطیاں بھی زیادہ ہوں گی جس کی خطائیں زیادہ ہوں گی اس کی حیاء اور شرم کم ہو گی جس کی شرم کم ہو گی اس کا تقویٰ کم ہو گا جس کا تقویٰ کم ہو گا اس کا دل بھی مُردہ ہو جائے گا اور جس کا دل مُردہ ہو جائے وہ کوئی بھی غلط فعل کرنے سے نہیں شرمائے گا اور آخر اُس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔

زبان کا درست استعمال اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ہماری زبان سے نکلنے والے اچھے یا بُرے الفاظ ہمارے نامہ اعمال میں درج ہوتے ہیں۔ سورہ ق کی آیت 18 میں یہ حقیقت ہمارے سامنے رکھی ہے۔ انسان اپنی زبان سے کوئی لفظ نہیں نکالتا مگر قریب ہی ایک چوکس لکھنے والا موجود ہوتا ہے۔ وہ فوراً زبان سے نکالے گئے الفاظ کو لکھ لیتا ہے خواہ وہ الفاظ اچھے ہوں یا بُرے۔ زبان کے درست استعمال سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ اور آخرت پر ایمان کا ایک مظہر یہ ہے کہ انسان خیر کی بات کرے۔ بخاری اور مسلم کی ایک متفق علیہ روایت کے مطابق رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے تو اُسے چاہیے کہ زبان سے اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

زبان کا بہترین استعمال ہے کہ لوگوں کو قرآن کی طرف بلایا جائے اور اس کے احکامات لوگوں تک پہنچائے جائیں۔ کہا جاتا ہے کہ اگر انسان نیک کاموں میں مشغول رہے تو اُس کے گناہ خود بخود کم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر ہماری زبان بھی نیک اعمال میں مصروف ہو تو پھر بھی ہم بہت سے گناہوں سے بچ سکتے ہیں مثلاً ہمیں چاہئے کہ اپنی زبان کو خدا کے ذکر سے تر رکھیں، قرآن کریم کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کریں، اللہ تعالیٰ کا شکر زبان سے ادا کرتے رہیں کہ اُس نے ہمیں کیسی کیسی نعمتوں سے نوازا ہے، ایک دوسرے کو بُرا بھلا نہ کہیں، فُحش باتیں نہ کریں، گالی گلوچ نہ کریں جیسا کہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گالی دینے والے اور فحش گفتگو کرنے والے اور لعنت کرنے والے نہیں تھے۔

(صحیح بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَیَدِهٖ، وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَی دِمَاءِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ

(الجامع الکبیر للترمذی أبواب الایمان مَا جَاءَ فِي أَنَّ الْمُسْلِمَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَیَدِهٖ)

یعنی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جسے لوگ اپنی جانوں اور مال کا امین سمجھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس معاشرہ میں پیدا ہوئے وہاں کی اکثریت سخت مزاج اور درشت لہجے والی تھی۔ موسم کی سختیوں اور سنگلاخ زمین نے اُن کے دلوں کو سخت کر دیا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اخلاق اور عمدہ طرزِ کلام نے اُس وحشی قوم کے دلوں کو فتح کر لیا اور وہ آپؐ کے عاشق جاں نثار بن

گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سخت کلامی کا جواب نرمی سے اور بدکلامی کا جواب خوش کلامی سے دینے والے بابرکت وجود تھے۔ آپؐ لوگوں کو اُن کی غلطیوں پر نادم اور شرمندہ کرنے کی بجائے حکیمانہ طرزِ عمل اختیار فرماتے اور اپنے عمدہ نمونہ سے اُن کی اصلاح فرماتے۔ پس آپؐ کے اخلاقِ کریمانہ سے اُن کے دل نرم ہوگئے اور اُن کی زبانوں پر الٰہی معارف جاری ہونے لگے۔

حضرت عمرؓ ایک دن حضرت ابو بکرؓ کے پاس گئے۔ دیکھا کہ حضرت ابو بکرؓ اپنی زبان کھینچ رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اللہ آپ کو معاف کرے، آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ فرمانے لگے۔

إِنَّ هَذَا أَوْرَدَنِي شَرَّ الْمَوَارِدِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْجَسَدِ إِلَّا وَهُوَ يَشْكُوا ذَرَبَ اللِّسَانِ عَلٰى حِدَّتِهِ۔

(مسند ابو یعلیٰ 1/36)

یعنی یہی زبان مجھے بدترین گھاٹے پر لے جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جسم کا ہر حصہ زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔ اس لئے مَیں زبان کو کھینچ رہا ہوں تاکہ اس کی تیزی باقی نہ رہے اور میرے قابو میں رہے۔

بدزبانی صرف یہ نہیں ہے کہ کسی کو بُرا بھلا کہہ دیا یا اس کو گالی دے دی یا بُرے القاب سے اس کو پکار لیا، بلکہ بدزبانی کی بہت سی صورتیں ہیں اور ان تمام صورتوں پر قرآن کریم اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی پابندیاں لگائی ہیں جن پر پوری طرح عمل کرنے کے بعد پورا معاشرہ بدزبانی کی بُرائی سے پاک وصاف ہو جائے گا۔ بدزبانی کی ایک صورت یہ ہے کہ شرم وحیا والی باتوں کو یا نفرت انگیز اور گھناؤنی چیزوں کو یا شرم ناک قسم کی بیماریوں کو صاف صاف اور کھلے الفاظ میں اپنی زبان سے علی الاعلان کہنا۔ اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے پسند نہیں فرمایا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ بُری بات کو پکار کے کہنے کو پسند نہیں فرماتا۔ شرافت وتہذیب کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ایسی باتوں کو زبان سے نہ نکالا جائے، چناںچہ شریف گھرانوں میں شرم وحیا والی اور گھناؤنی چیزوں کا نام زبان سے لینا بھی گالی سمجھا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ شرمیلا اور حیادار ہے۔ اسی لیے اُس نے قرآن کریم میں ایسی چیزوں کا نام صاف نہیں لیا، بلکہ ضرورت کے موقع پر تشبیہات اور کنایات سے کام لیا ہے۔

بدزبانی کی دوسری صورت گالی گلوچ اور بُرا بھلا کہنا ہے، یہ صورت عموماً غصہ اور ناراضگی کے وقت پیش آتی ہے یا لڑائی جھگڑے کے وقت، بدزبانی کی یہ وہ بدترین صورت ہے جس میں انسان انسانیت، شرافت اور تہذیب کی حدود کو پھلانگ کر حیوانیت اور درندگی کے جیون میں آجاتا ہے۔ یہ بدزبانی مختلف انداز سے رونما ہوتی ہے، بعض اوقات انسان کسی کے ماں باپ کو بُرا بھلا کہتا ہے، کبھی اس کے خاندان اور نسب میں عیب نکالتا ہے، کبھی اس کے عیبوں کو ظاہر کر کے طعنے دیتا ہے، کبھی اس پر جھوٹی تہمتیں لگاتا ہے اور کبھی کھلے ہوئے بہتان تراشتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام باتیں احسان وشرافت، حق وانصاف اور تہذیب وتمدّن کے خلاف ہیں، اسی لیے اسلام نے اس کو ایسا عظیم گناہ قرار دیا ہے۔ ان تمام صورتوں کو اسلام نے حرام ٹھہرایا ہے۔ چناںچہ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے، صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا کوئی اپنے ماں باپ کو گالیاں دے سکتا ہے؟ فرمایا کہ جب کوئی دوسرے کے ماں باپ کو گالیاں دے گا تو وہ پلٹ کر اُس کے ماں باپ کو گالیاں دے گا۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جو مسلمان ہے وہ طنز و تشنیع نہیں کرتا اور دوسری حدیثوں میں تہمت لگانے اور بہتان باندھنے کو بدترین گناہ قرار دیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

”تقویٰ تمام جوارح انسانی اور عقائد، زبان، اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے۔ نازک ترین معاملہ زبان سے ہے۔ بسا اوقات تقویٰ کو دُور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ مَیں نے یُوں کہا اور ایسا کہا، حالانکہ وہ بات بُری ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 280 ، ایڈیشن 1988ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں۔

”زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ، وجود کی ڈیوڑھی میں آجاتا ہے۔ جب خدا، ڈیوڑھی میں آگیا تو پھر اندر آنا کیا تعجب ہے؟“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 245-246 ایڈیشن 1984ء)

پھر فرمایا ہے کہ

”حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ناف کے نیچے کے عضو اور زبان کو شر سے بچاتا ہے اس کی بہشت کا ذمہ دار مَیں ہوں“

ملفوظات جلد 1 صفحہ 382)

” جسے نصیحت کرنی ہو اُسے زبان سے کرو۔ ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ میں ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنا دیتی ہے پس جَادِلْهُم بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (النحل :126) کے موافق اپنا عمل درآمد رکھو۔ اسی طرز کلام ہی کا نام خدا نے حکمت رکھا ہے۔“

ملفوظات جلد 4 صفحہ 233)

تیز زبان کو چھری سے بھی مناسبت دی جاتی ہے جو اگر مناسب طرز پر استعمال نہ کی جائے تو رشتہ داروں اور خونی عزیزوں کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”زبان سے ہی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ دنیا میں زبان سے ہی سب کام چلتے ہیں۔ زبان کو قابو میں رکھو۔ دیکھو! عورت اور مرد کا آپس میں نکاح ہوتا ہے تو صرف زبان سے ہی اقرار لیا جاتا ہے اور صرف اتنا کہنے سے کہ مَیں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ ان کا یہ سب رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 16)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

دو عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا
سیدھا خدا کے فضل سے جنت میں جائے گا
وہ اک زبان ہے عضو نہانی ہے
دوسرا، یہ ہے حدیث سیّدنا سیّدالوریٰ نے فرمایا

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو دشمنوں کے مقابلہ میں نرمی اور حلم اختیار کرنے کی اس قدر تاکید فرمائی ہے کہ ایک موقع پر نصیحت کرتے ہوئے یہاں تک فرماتے ہیں کہ

”اگر کوئی ہماری جماعت میں سے مخالفوں کی گالیوں اور سخت گوئی پر صبر نہ کر سکے تو اس کا اختیار ہے کہ عدالت کے رو سے چارہ جوئی کرے مگر یہ مناسب نہیں کہ سختی کے مقابل سختی کر کے کسی مفسدہ کو پیدا کرے۔ یہ نصیحت ہے جو ہم نے اپنی جماعت کو کر دی اور ہم ایسے شخص سے بیزار ہیں اور اس کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں جو اس پر عمل نہ کرسکے۔“

(کتاب البریّہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 17)

زبان کی حفاظت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ انسان اپنے لب سی لے اور بات نہ کرے بلکہ زبان کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ اُس کی زبان سے خیر، بھلائی اور نیکی کی باتیں ادا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: بندہ کبھی رضاء الٰہی کی بات منہ سے نکالتا ہے۔ اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تو اللہ اس کے ذریعہ سے کئی درجہ اس کو بلند کر دیتا ہے اور بندہ کبھی اللہ کی ناراضگی کی بات منہ سے نکال بیٹھتا ہے۔ اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اس کے ذریعہ سے جہنم میں جا گرتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الرقاق حِفْظُ اللِّسَانِ)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ:

”نرمی کی عادت ڈالو تا کہ خدا تعالیٰ بھی تمہارے سے نرمی سے پیش آئے۔ ورنہ اگر تم خدا تعالیٰ کی مخلوق پر درشتی کرتے ہو تو تم بھی اپنے آپ کو اس بات کا حق دار بناتے ہو کہ خدا تعالیٰ تم پر درشتی کرے۔“

(انوار العلوم جلد 5 صفحہ 436)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

"فضول باتوں سے پرہیز کرو۔ اتنی ہی بات کرو جتنی کی ضرورت ہے۔ ایک بول سے مقصد حاصل ہوتا ہو تو دو بول نہ بولو۔ ارشادِ نبوی ہے کہ بڑا مبارک ہے وہ جس نے قوت گویائی کی بہتات کو (ذکرِ الٰہی کے لئے) محفوظ رکھا مگر اپنے مال کی کثرت کو خدا کی راہ میں بے دھڑک خرچ کیا۔"

(حیاتِ ناصر جلد 1 صفحہ 309)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تربیت کا دوسرا پہلو نرم اور پاک زبان کا استعمال کرنا اور ایک دوسرے کا ادب کرنا۔ یہ بھی بظاہر چھوٹی سی بات ہے۔ ابتدائی چیز ہے لیکن جہاں تک مَیں نے جائزہ لیا ہے، وہ سارے جھگڑے جو جماعت کے اندر نجی طور پر پیدا ہوتے ہیں یا ایک دوسرے سے تعلقات میں پیدا ہوتے ہیں اُن میں جھوٹ کے بعد سب سے بڑا دخل اس بات کا ہے کہ بعض لوگوں کو نرم خوئی کے ساتھ کلام کرنا نہیں آتا۔ اُن کی زبان میں درشتگی پائی جاتی ہے۔ اُن کی باتوں اور طرز میں تکلیف دینے کا ایک رجحان پایا جاتا ہے، جس سے بسا اوقات وہ باخبر ہی نہیں ہوتے۔ جس طرح کانٹے دُکھ دیتے ہیں ان کو پتا نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ روحانی طور پر سوکھ کر کانٹے بن جاتے ہیں اور ان کی روز مرّہ کی باتیں چاروں طرف دُکھ بکھیر رہی ہوتی ہیں۔ تکلیف دے رہی ہوتی ہیں اور اُن کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ ایسے اگر مرد ہوں تو ان کی عورتیں بیچاری ہمیشہ ظلموں کا نشانہ بنی رہتی ہیں اور اگر عورتیں ہوں تو ان کے مردوں کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ یہ بات بھی ایسی ہے جس کو بچپن سے ہی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ گھر میں بچے جب آپس میں ایک دوسرے سے کلام کرتے ہیں۔ اگر وہ آپس میں ادب اور محبت سے کلام نہ کریں۔ اگر چھوٹی چھوٹی بات پر تُو تُو، مَیں مَیں اور جھگڑے شروع ہو جائیں تو آپ یقین جانیے کہ آپ ایک گندی نسل پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہیں۔ ایک ایسی نسل پیدا کر رہے ہیں جو آئندہ زمانوں میں قوم کو تکلیفوں اور دکھوں سے بھر دے گی اور آپ اس بات کے ذمہ دار ہیں ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے بچوں نے ایک دوسرے سے زیادتیاں کیں، سختیاں کیں اور بدتمیزیاں کیں اور آپ نے ان کو ادب سکھانے کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور یہی نہیں ایسے بچے پھر ماں باپ سے بھی بدتر ہوتے چلے جاتے ہیں اور جن ماں باپ کے بچوں کی تعزیر کے لیے جلد ہاتھ اُٹھتے ہیں ان کے بچوں کے پھر اُن پر ہاتھ اٹھنے لگتے ہیں۔ اس لیے روز مرّہ کے حُسنِ سلوک اور ادب کی طرف غیر معمولی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور یہ بھی گھروں میں اگر بچپن ہی میں تربیت دے دی جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی آسانی کے ساتھ یہ کام ہو سکتے ہیں۔"

(مشعل راہ، جلد سوم صفحہ 462-463)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"زبان ایک ایسی چیز ہے جس کا اچھا استعمال سب کو آپ کا گرویدہ بنا سکتا ہے اور اس کا غلط استعمال دوست کو بھی دشمن بنا سکتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 20، اگست 2004ء)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ایک احمدی کی زبان ہمیشہ پاک اور صاف ہونی چاہیے۔ کیونکہ گالی آنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں آپ کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ اپنی بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے جس کی وجہ سے غصّہ میں آکر گالی گلوچ شروع کر دی۔ اس لیے یہ گھٹیا طریق ہے جو کبھی بھی کسی احمدی کو اختیار نہیں کرنا چاہیے اور نوجوانوں کو، بچوں کو خاص طور پر جو نوجوانی کی عمر میں داخل ہو رہے ہیں اس طرف خاص توجہ دینی چاہیے اور ہر احمدی خادم کو اختلاف کی صورت میں، کسی اونچ نیچ کی صورت میں کبھی غلط بات منہ پر نہیں لانی۔ کسی قسم کی گالی اور غلیظ بات اس کے منہ سے نہیں نکلنی چاہیے۔"

(مشعل راہ، جلد پنجم حصہ دوم صفحہ 110)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ عائلی زندگی میں زبان کے استعمال کے بارے میں فرماتے ہیں:

"عائلی جھگڑوں میں دیکھا گیا ہے کہ زبان، کان، آنکھ جو ہیں بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔ مرد ہیں تو وہ ان کا صحیح استعمال نہیں کرتے۔ عورتیں ہیں تو وہ ان کا صحیح استعمال نہیں کر رہیں۔ مَیں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ مَیں اکثر اُن جوڑوں کو جو کسی نصیحت کے لئے کہتے ہیں یہ کہا کرتا ہوں کہ ایک دوسرے کے لئے اپنی زبان، کان، آنکھ کا صحیح استعمال کرو تو تمہارے مسائل کبھی پیدا نہیں ہوں گے۔ زبان کا استعمال اگر نرمی اور پیار سے ہو تو کبھی مسائل پیدا نہ ہوں۔ اسی طرح اب عموماً دیکھا گیا ہے چاہے وہ مرد ہیں یا عورتیں ہیں، جب مقدمات آتے ہیں، جھگڑے آتے ہیں تو یہ مرد یا عورت کی زبان ہے جو ان جھگڑوں کو طول دیتی چلی جاتی ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے جب

پھر انہوں نے فیصلہ کر لیا ہوتا ہے یا فیصلہ کرنے کی طرف جاتے ہیں کہ ہم اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اسی طرح دونوں طرف کے رحمی رشتوں یا دوسری ایسی باتوں کو جن کے سننے سے کسی قسم کی بھی تلخی کا احتمال ہو اُن سے اپنے کان بند کر لو۔ بعض دفعہ اگر ایک شخص یا ایک فریق کوئی غلط بات کرتا ہے تو دوسرا بھی اُس کو اسی طرح تُرکی بہ تُرکی جواب دیتا ہے۔ اگر جھگڑے کو ختم کرنے کے لئے تھوڑے وقت کے لئے کان بند کر لئے جائیں تو بہت سارے مسائل وہیں دب سکتے ہیں سوائے اس کے کہ وہ مرد یا عورتیں عادی جھگڑنے والے ہوں اُن کے علاوہ عموماً جھگڑے نہیں ہوتے۔ پس کان بند کرو، امن میں آجاؤ گے۔

مَیں ایک واقعہ بتایا کرتا ہوں اور یہ سچا واقعہ ہے کہ ایک خاوند اور بیوی جھگڑا کر رہے تھے۔ ایک چھوٹی بچی اُن کو دیکھ رہی تھی اور بڑی حیران ہو کر دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اُن دونوں کو خیال آیا کہ ہم غلط کام کر رہے ہیں۔ اپنی شرمندگی مٹانے کے لئے ویسے ہی بچی سے پوچھا کہ کیا تمہارے ماں باپ نہیں لڑتے، اُمی ابا نہیں لڑتے یا ایک دوسرے سے سختی سے نہیں بولتے؟ یا ناراض نہیں ہوتے؟ اُس نے کہا ہاں۔ اگر میرے باپ کو غصّہ آتا ہے تو میری ماں خاموش ہو جاتی ہے اور ماں کو غصّہ آتا ہے تو باپ خاموش ہو جاتا ہے تو ہمارے ہاں لڑائی آگے نہیں بڑھتی۔ تو پھر اس سے یہ نیک اثر بھی بچوں پر پڑتا ہے۔ ایک دوسرے کی بُرائیوں کو دیکھنے کے لئے آنکھیں بند رکھو اور ایک دوسرے کی اچھائیاں دیکھنے کے لئے اپنی آنکھیں کھلی رکھو۔ آخر ہر شخص میں چاہے وہ عورت ہے یا مرد ہے اچھائیاں بھی ہوتی ہیں، بُرائیاں بھی ہوتی ہیں۔ مَیں نے دیکھا ہے عموماً مرد پہل کرتے ہیں کہ اُن کو عورتوں کی بُرائیاں نظر آنی شروع ہو جاتی ہیں اور پھر جواباً جب عورتیں بُرائیاں تلاش کرنا شروع کرتی ہیں تو اتنی دور تک نکل جاتی ہیں کہ پھر واپسی کے راستے نہیں رہتے۔ پھر ایسی ناجائز چیزوں کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھنا چاہئے جن سے تمہارے تقویٰ پر حرف آتا ہو۔ پھر گھر کے مسائل جن سے آپس کے اعتماد کو ٹھیس لگتی ہے اگر آنکھوں کی پاکیزگی رکھو تو پھر یہ ٹھیس نہیں لگتی اور یہ مسائل ختم ہو جاتے ہیں۔ پھر اپنے دل کو ناجائز باتوں کی آماجگاہ نہ بننے دو۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بھرے رکھو تو پھر کبھی مسائل نہیں پیدا ہوتے۔ کبھی شیطان چور دروازے سے دل میں داخل ہو کر گھروں میں فساد نہیں کرتا۔ شیطان کوئی ایسی شخصیت نہیں ہے جس کا پتہ لگ جائے کہ کس طرح آیا ہے؟ ہر بُری صحبت، ہر بُرا دوست جو تمہارے گھر کو برباد کرنے کی کوشش کرے، جو خاوند کے خلاف یا ساس کے خلاف یا نند کے خلاف یا خاوند کو بیوی کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کرے، یا کوئی ایسی چھوٹی سی بات کر دے جس سے دل میں بے چینی پیدا ہو جائے تو وہ شیطان ہے۔ پس ایسے شیطانوں کا خیال رکھنا ہر مومنہ اور مومن کا فرض ہے اور پھر جب یہ اعتماد قائم ہو جاتا ہے تبھی اس بندھن کی جو بنیاد ہے وہ مضبوط ہو جاتی ہے۔ اگر یہ اعتماد ختم ہو جائے تو وہی محل جو پیار اور محبت کے عہد کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہوتا ہے زمین بوس ہو جاتا ہے بلکہ کھنڈر بن جاتا ہے۔"

(جلسہ سالانہ برطانیہ 23 جولائی 2011ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ آمین

(بتعاون: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡